صوبائی خود مختاری کا تصور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

Provincial Autonomy Concept: In the light of the teachings of the Holy Prophet (ﷺ)

*الفت حیدر خارانی

** محمد راشد

Abstract

There are basically two fundamental concepts that are at the core of provincial autonomy. First is that the right of governance rests with the natives of the province while the second is that the province has autonomy over the province's revenue. Both these concepts do not contradict with any rule of Islam. Conclusively, natives of the province have the primary right over the managerial possessions in the province. Mortal wise, they have the potential and aptitude. If the people of the province are having the ability and capability, then allocation of autonomy to members outside the province is against Seerah of the Holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and also against the teachings of pious Caliphs. Also, natives of a province have the primary right over the revenue of the province. If the revenue of the province is in excess and fulfills the needs of the people of province, then shifting of province's revenue to central government or somewhere else is allowed. Calling or naming provincial autonomy/ sovereignty as "IGNORANTISM PREJUDICE" is against Islamic teachings, against Sunnah of the Holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and reflects unawareness of the teachings of pious Caliphs.

***KEY WORDS**: Provincial autonomy, Sunnah of Holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم, Islamic jurisprudence*

سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام حکمت و معرفت کا ایسا دائمی سرچشمہ ہے جس میں انسانی تشنگی کو مٹانے کا سامان موجود ہے۔ یہ روشنیوں کا وہ بلند و بالا مینار ہے جس کی ضیاء پاشیاں زندگی کے تاریک گوشوں کو ہر زوایے سے ہر زمان و مکان میں منور کرتی رہیں گی۔ یہ مسلمان کا حسن ظن نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور انگریز ادیب و دانشور کارلائل نے اپنی کتاب " **ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ** "میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں: " آج بھی الجھی ہوئی دنیا کی گتھیوں کو صرف آپ علیہ السلام ہی سلجھا سکتے ہی"[1]

چونکہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہر طبقہ کے لیے رشد و ہدایت کا سامان موجود ہے، اس لیے قرآن کریم میں آپ علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور اس کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لیل و نہار کو ڈھالنے کا

*جونیئر عربک ٹیچر گورنمنٹ مڈل اسکول کلی کوٹان ضلع خاران بلوچستان

**لیکچرار اسلامیات، جامعہ بلوچستان کوئٹہ

حکم دیا گیا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[2] ترجمہ: تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں بہترین نمونہ ہے۔

صوبائی خود مختاری(Provincial Autonomy)

جب سے اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو بااختیار بنایا گیا ہے تب سے لے کر اب تک ماہرین میں اس کے صحیح اور غلط ہونے پر آراء کا سلسلہ جاری ہے۔ موجودہ حکومت اور اس کے ہمنوا سمجھتے ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے ذریعہ وفاق کو کمزور اور صوبوں کو مضبوط بنایا گیا ہے جو ملک کو تقسیم کرنے کی سازش ہے۔ لہذا وفاق کو مضبوط کرنے کے لیے اس میں ترمیم کی ضرورت ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک ٹوٹنے سے بچ جائے گا گویا کہ یہ ترمیم وقت کا عین تقاضا ہے۔ جب کہ مخالفین صوبائی خود مختاری کے حامی ہیں اور اس کی صحت پر شد و مد سے دلائل دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی نکتہ نظر کیا ہے اور اسلام کے عہد زرین یعنی دور نبوت اور خلافت راشدہ میں اس کی کوئی مثال پائی جاتی ہے کہ نہیں؟ اس مقالہ میں قرآن وسنت اور خلفاء راشدین کے اسوہ کی روشنی میں اسی کا جائزہ لیے جانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کے نظام حکومت میں صوبائی خود مختاری کی حیثیت کیا ہے اور اس طرح کے اختیارات سے وفاق کمزور ہوتا ہے کہ نہیں؟

صوبائی خود مختاری کا مفہوم:

صوبائی خود مختاری کے مفہوم میں عام طور پر دو باتیں شامل ہیں:

1) صوبہ پر حاکمیت کا حق وہاں کے باشندوں کا ہونا چاہئیے۔
2) آمدنی پر بھی صوبے ہی کا اختیار ہونا چاہئیے۔

پہلی بات کے حوالے سے اسلامی نظام حکومت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی افراد کو غیر مقامی افراد پر ترجیح صلاحیت کی وجہ سے دی جاتی ہے بغیر صلاحیت کے ترجیح مناسب نہیں۔ سیرت نبوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کے عہد نبوی میں مفتوحہ اور نو مسلم علاقوں، ان کو برقرار رکھا گیا کبھی اس طرح نہیں ہوا کہ ان کو معزول کر کے ان کی جگہ غیر کو ان پر حاکم مقرر کیا گیا ہو یا ان کے اراضی پر قبضہ کیا گیا ہو۔

عہد نبوی سے مثال:

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جن قبائل کو دعوتی خطوط ارسال کیے ان میں اس بات کی یقین دہانی ہوتی تھی کہ:

1) ان کو حکمرانی سے معزول نہیں کیا جائے گا۔

2) ان کے مال ومتاع سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔
3) ان کے زیر تصرف علاقوں پر ان کے مالکانہ حقوق تسلیم کیے جائیں گے۔
4) ان کے باغات، معدنی ذخائر اور دیگر معدنیات پر ان کے مالکانہ حقوق تسلیم کیے جائیں گے۔

مثلاً حارث بن ابی شمر غسانی کو دعوتی پیغام میں اس کی یقین دہانی کراتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: خدائے واحد لاشریک پر ایمان لانے کے بعد تم بدستور اپنے ملک کے حکمران رہ سکتے ہو۔3

بحرین میں کسریٰ کے عامل منذر بن ساویٰ کے نام دعوتی پیغام میں فرمایا: میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں جس سے تم پر کوئی وبال نہ رہے گا اور تم خود ہی اپنی ماتحت رعایا کے سربراہ رہو گے۔ 4 ہوذہ بن علی رئیسِ یمامہ کو تنبیہ کرنے کے بعد فرمایا:۔اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارا مال ومتاع اور ریاست سب کچھ تمہارا ہے ۔5 جیفر وعبد پسران جلندی رئیسِ عمان کو تبلیغی فرمان کے بعد فرمایا۔ تمہارے اسلام لے آنے پر تمہاری ریاست سے تعرض نہ ہوگا۔6 اکیدر رودومۃ الجندل کو جاری کردہ فرمان میں فرمایا۔ تمہارے کھیت گھاس اور جنگل محفوظ رہیں گے، بشرطیکہ تم مقررہ وقت پر نماز پڑھو۔7 قبیلہ بنو معاویہ کو امان دیتے ہوئے فرمایا ان کی بستیوں اور پانی کے خزانوں سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔8

خلافتِ راشدہ سے مثال

یہ سلسلہ آپ ﷺ کے عہد مبارک تک محدود نہیں رہا بلکہ خلفائے راشدین کے دور کے معاہدوں میں مقامی لوگوں کو ان کے حقِ حکمرانی سے معزول نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی جاتی تھی۔ عہدِ صدیقی کے ایک معاہدہ میں رؤسائے فارس کے نام حضرت خالدؓ کی جانب سے جاری کیے جانے والے فرمان میں واضح فرمایا تھا کہ: اگر تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تو ہمیں تمہاری سرزمین اور رعایا و برایا سے کوئی واسطہ نہیں ۔9 عہدِ فاروقی کے ایک دوسرے معاہدہ میں جو رؤسائے افغانستان اور مسلمانوں کے لشکر کے امیر عبداللہ بن عامرؓ کے درمیان طے پایا تھا میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ ماتحت کاشت کاروں کی اصلاح اور پیداوار کی منصفانہ تقسیم کی جائے اور ماتحت علاقوں کی جملہ اراضی اور پہاڑوں کی پیداوار پر بدستور قابض رکھا جائے۔10 عمرو بن العاصؓ کی جانب سے اہل عین شمس کو دیے گئے امان میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ۔ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، ہموار اور نشیبی اراضی اور پانی کے ذخائر میں سے کسی شیء سے تعرض نہ ہوگا11 . یہ مشتے از نمونہ خروارے چند مثالیں ذکر کی گئی ہیں ورنہ سیرت نبوی اور خلفاء راشدین کے ادوار کی متعدد مثالیں موجود ہیں خواہشمند حضرات ڈاکٹر حمید اللہؒ کی کتاب ''سیاسی وثیقہ جات'' کا مطالعہ کریں۔ سیرت کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد

مبارک میں اگر کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا اور اس کی اپنی قوت ہوتی تو انہیں مدینہ ہجرت کا حکم نہیں دیا جاتا تھا بلکہ وہیں رہتے ہوئے مدینہ سے سیاسی وابستگی کا حکم دیا جاتا وہ اپنے اندرونی معاملات میں بااختیار ہوتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ ایسے قبائل کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر کسی قبیلہ کے چند لوگ مسلمان ہو جائیں جو قوت رکھتے ہوں اور ان کی معاشی حیثیت بھی پختہ ہو تو ایسے مسلمانوں کو آپ ﷺ '' فارقوا المشرکین'' کا حکم دیتے تھے یعنی غیر مسلم رشتہ داروں اور حلیفوں سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کر لو، شادی بیاہ، قبائلی جنگوں اور مماثل معاملات میں مشرکین سے ان کا کوئی تعلق نہ رہے۔ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کریں سیاسی حیثیت سے مدینہ کے ساتھ ملحق رہیں۔ ایسے دور دراز قبائل کو مقامی خود مختاری بھی حاصل ہو جاتی تھی اور مدینہ کے ساتھ تعلق بھی میری نظر میں یہ عہد (کنفیڈریشن) سے بڑھ کر نہ تھا۔ چنانچہ آس پاس کے دیگر اسلامی قبائل یا بستیوں کی بوقت ضرورت حفاظت، مدد، استحکام ان سب امور کی ہدایت مدینے سے ہوتی تھی، لیکن نگرانی مقامی وحدت سے متعلق تھی۔ اس کے علاوہ بھی متعدد تفصیلی نظیریں موجود ہیں'' ۔12

مقامی لوگوں کو ترجیح دینے کے بارے میں مفتی محمد شفیعؒ صاحب معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

''...البتہ کسی خاص علاقہ اور صوبہ پر حکومت کے لیے اسی علاقہ کے آدمی کو اس وقت ترجیح دی جاسکتی ہے جب اس میں مصلحت ہو مگر اس شرط کیساتھ جب کام کی صلاحیت اور امانت میں اس پر پورا اطمینان ہو''۔13

مفتی صاحب نے مصلحت سے جن صفات کی طرف اشارہ کیا ہے کتب سیرت میں تتبع کے بعد ان کا خلاصہ درج ذیل چیزیں ہیں:

1) مقامی لوگ نبض شناس ہوتے ہیں علاقے کے رسم ورواج سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور ان کو قابو کرنے کا طریقہ جانتے ہیں اور نفسیاتی طور پر بھی لوگ اپنے جاننے والے کی اطاعت کرتے ہیں۔

2) دوسرا یہ کہ مقامی لوگ دوسری قوموں کے افراد سے مانوس نہ ہونے کی وجہ سے ان کے تقویٰ وصلاحیتوں کے باوجود ان کی اطاعت کرنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔14

3) اجنبی کو دوسرے علاقے پر مسلط کرنے سے باغیانہ خیالات جنم لیتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ ذمہ دار کے انتخاب میں اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے۔ محمد رضا تیمور نبی کریم ﷺ کے اس عمل کے حکمت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے 7 ہجری میں دعوت کی غرض سے مختلف حکومتوں کی طرف خطوط لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی سلطنت یا علاقے کا حکمران اسلام قبول کرلے تو اسے بدستور حکمران رہنے دیا

جائے گا اور اندورنی معاملات میں دخل اندازی نہ کی جائے گی۔ مثال رسول اللہ ﷺ نے حبشہ اور بحرین کی طرف آپ ﷺ نے کسی کو حاکم بنا کر نہیں بھیجا۔ جب تک عرب اپنی خصوصیات کے ساتھ حکومت کرتے رہے یہ پہلو نمایاں رہا۔ اس میں شائد یہ حکمت ہو کہ مفتوحہ علاقوں کو بغاوت سے بچانے کے لیے اس کے تشخص کو بحال رکھا جائے جدید اصطلاح میں یہ صوبائی مختاری کی مثال ہے۔ دینی حلقوں کو رسول اللہ ﷺ کی اس پالیسی کو مسلم حکمرانوں پر واضح کرنا چاہئیے"۔15

4) اجنبی کی تعیناتی سے دولت اور وسائل پر قابض ہونے کی بدگمانی پیدا ہوتی ہے جو ریاست کے وجود کے لیے خطرہ کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ قبائل کے ساتھ معاہدات طے کرتے وقت یہ یقین دہانی کراتے تھے کہ تم پر کسی اور کو حاکم نہیں بنایا جائے گا اور وسائل تمہارے قبضے میں رہنے دیئے جائیں گے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم اسی کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں جو علاقائی نظم ونسق قائم ہوا اس میں مختلف قبائل سے معاہدوں کے بعد ان کے سرداروں کو نمائندوں کے طور پر تسلیم کر لیا۔ بہت کم صورتوں میں کسی نئے آدمی کا تقرر کیا گیا ہوگا۔ بعض صورتوں میں آپ ﷺ نے مقامی لوگوں کو یہ یقین دہانی کرائی کہ اجنبی شخص کو تمہارا حکمران مقرر نہیں کیا جائے گا اور تمہارے وسائل جنگلات اور پانی وغیرہ تمہاری رضامندی کے بغیر استعمال نہیں کئے جائیں گے یہ دونوں چیزیں غلط فہمی کا سبب بنتی ہیں۔ پاکستان کو صوبائی خود مختاری کے بعد انہی مسائل کا سامنا ہے جو باعث نزاع بنا ہوا ہے۔ اگر پہلے دن سے یہ دونوں باتیں طے کر دی جاتیں تو اس صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑتا"۔ 16

ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنی اس بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کی سنت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قبیلہ کے حساس معاملات میں ان کے جائز احساسات کا خیال رکھا جائے اور اگر کچھ لوگ باہر کے لوگوں کو قبول کرنے میں تامل کرتے ہوں، وہاں باہر والوں کو نہیں بھیجنا چاہئے۔"۔17

اس لیے آپ ﷺ مقامی افراد کو علاقہ پر تعینات فرماتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں ایک علاقے کے لوگوں نے اپنے امیر کی معزولی کا مطالبہ اس بنیاد پر کیا کہ وہ ان میں سے نہیں ہے تھا۔ جب عمر فاروقؓ کو یہ حقیقت معلوم ہوئی تو واقعتاً ان میں سے نہیں ہیں تو آپ نے اسے معزول کر دیا صاحب طبری لکھتے ہیں:

"أَعْفِنَا مِنْ عَرْفَجَةَ، فَقَالَ: لا أُعْفِيكُمْ مِنْ أَقْدَمِكُمْ هِجْرَةً وَإِسْلامًا، وَأَعْظَمِكُمْ بَلاءً وَإِحْسَانًا،

قَالُوا: اسْتَعْمِلْ عَلَيْنَا رَجُلا مِنَّا، وَلا تَسْتَعْمِلْ عَلَيْنَا نَزِيعًا فِينَا، فَظَنَّ عُمَرُ أَنَّهُمْ يَنْفُونَهُ مِنْ نَسَبِهِ، فَقَالَ: انْظُرُوا مَا تَقُولُونَ! قَالُوا: نَقُولُ مَا تَسْمَعُ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَرْفَجَةَ، فَقَالَ: إِنَّ هَؤُلاءِ اسْتَعْفُونِي مِنْكَ، وَزَعَمُوا أَنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ، فَمَا عِنْدَكَ؟ قَالَ: صَدَقُوا، وَمَا يَسُرُّنِي أَنِّي مِنْهُمْ.فَقَالَ: لا يَضُرُّكَ فَاعْتَزِلْهُمْ إِذْ كَرِهُوكَ وَاسْتَعْمَلَ جَرِيرًا مَكَانَهُ- "18

ترجمہ: ہمیں حضرت عرفجہؓ کے بارے میں معاف کیجیے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ جو آپ حضرات سے ہجرت، اسلام میں مقدم اور آزمائش اور احسان و نیکی میں بہتر ہو، اس کو ہٹا نہیں سکتا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم پر ہم ہی میں سے کوئی امیر مقرر کیجیے، کسی اجنبی کو ہم پر امیر مقرر نہ کریں۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا کہہ رہے ہو، انہوں نے کہا کہ جو کچھ آپ سن رہے ہیں، وہی ہم کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت عرفجہ کو بلایا اور کہا کہ یہ آپ کی معزولی کی درخواست اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت عرفجہؓ نے فرمایا کہ یہ میرے لیے باعث مسرت نہیں کہ میں ان میں سے ہو جاؤں، میں تو قبیلہ ازد سے ہوں، حضرت عمر نے فرمایا کہ تجھے کوئی تکلیف نہیں، معزول ہو جایئے۔ اس کے بعد حضرت عمر نے ان پر جریر کو والی مقرر فرمایا۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات اور خلفاء راشدین کے ادوار میں کبھی بھی اجنبی کی تعیيناتی نہیں ہوئی۔

صوبائی خود مختاری میں دوسری بنیادی چیز وسائل کا قبضہ ہے۔ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی سے صوبہ کے وسائل اس کے باشندگان پر خرچ کیے جاتے تھے۔ صوبہ میں مستحق افراد کے ہوتے ہوئے وسائل مرکز منتقل کرنا یا دوسروں پر خرچ کرنا درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے وقت یہی ہدایات کیں:

"ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ"19

ترجمہ: انہیں یہ دعوت دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اسے تسلیم کر لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کیں، اگر وہ یہ مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر صدقہ عائد کیا ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کر ان کے ضرورت مندوں میں تقسیم کرو۔ خلافت راشدہ میں بھی یہی اصول کارفرما رہا کہ زکوۃ وغیرہ لے کر علاقہ کے ضرورت مندوں میں تقسیم کیے جاتے تھے:

لَمْ أَبْعَثْكَ جَابِيًا وَلَا آخِذَ جِزْيَةٍ، وَلَكِنْ بَعَثْتُكَ لِتَأْخُذَ مِنْ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ فَتَرُدَّهَا عَلَى فُقَرَائِهِمْ» . فَقَالَ مُعَاذٌ: «مَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ وَأَنَا أَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهُ مِنِّي . فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الثَّانِي بَعَثَ إِلَيْهِ شَطْرَ الصَّدَقَةِ، فَتَرَاجَعَا بِمِثْلِ ذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الثَّالِثُ بَعَثَ إِلَيْهِ بِهَا كُلِّهَا، فَرَاجَعَهُ عُمَرُ بِمِثْلِ مَا رَاجَعَهُ قَبْلُ، فَقَالَ مُعَاذٌ: «مَا وَجَدْتُ أَحَدًا يَأْخُذُ مِنِّي شَيْئًا.20

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت عمرؓ کے دور تک یمن میں رہے ان کے دور میں انہوں نے لوگوں کے وصول شدہ صدقات کی رقم کا تہائی حصہ حضرت عمر کے پاس روانہ فرمایا۔ تو حضرت عمر نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہیں مال جمع کرنے یا جزیہ وصول کرنے کے لیے نہیں بھیجا، بلکہ اس کے لیے مامور کیا تھا کہ تم امیر لوگوں سے مال وصول کر کے ان کے محتاجوں میں تقسیم کر دو۔ اس پر حضرت معاذ نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسی چیز آپ کو نہیں بھیجی کہ یہاں مجھے اس کا کوئی مستحق وصول کرنے والا مل رہا ہو۔ پھر اگلے سال حضرت معاذؓ نے نصف آمدنی حضرت عمرؓ کو بھیجی اور دونوں حضرات میں پہلے جیسی گفتگو دوبارہ ہوئی۔ جب تیسرا سال گزرا تو حضرت معاذؓ نے تمام کی تمام آمدنی ان کے پاس روانہ کر دی اور جواباً حضرت عمرؓ نے وہی پہلی سی بات فرمائی۔ تب حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ یہاں مجھے ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملتا جو مجھ سے کچھ لینے کا مستحق ہو۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں:

وَيُقَسَّمُ سَهْمُ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ مِنْ صَدَقَةِ مَا حَوْلَ كُلِّ مَدِينَةٍ فِي أَهْلِهَا وَلا يَخْرُجُ مِنْهَا فَيُتَصَدَّقُ بِهِ عَلَى أَهْلِ مَدِينَةٍ أُخْرَى- 21

ترجمہ: فقراء اور مساکین کے حصہ کو اسی شہر کے مستحقین میں تقسیم کیا جائے گا، اس کو لے کر دوسرے شہر کے فقراء اور مساکین پر تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

اسی حدیث کی روشنی میں فقہاء اسلام کا اتفاق ہے کہ کسی علاقہ میں مستحقین کی موجودگی میں زکوۃ دوسرے علاقہ کو منتقل کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ پانچویں خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ کی رائے یہ ہے کہ مستحقین کے ہوتے ہوئے زکوۃ کو دوسرے علاقہ میں بھیجنے سے زکوۃ ادا ہی نہیں ہوگی۔ ملا علی قاریؒ اس بارے میں رقمطراز ہیں:

"...أَنَّ نَقْلَ الزَّكَاةِ عَنْ بَلَدِ الْوُجُوبِ لَا يَجُوزُ مَعَ وُجُودِ الْمُسْتَحِقِّينَ فِيهِ، بَلْ صَدَقَةُ كُلِّ نَاحِيَةٍ لِمُسْتَحِقِّ تِلْكَ النَّاحِيَةِ، وَاتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ إِذَا نُقِلَتْ وَأُدِّيَتْ يَسْقُطُ الْفَرْضُ، إِلَّا عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَإِنَّهُ رَدَّ صَدَقَةً نُقِلَتْ مِنْ خُرَاسَانَ إِلَى الشَّامِ إِلَى مَكَانِهَا مِنْ خُرَاسَانَ -" 22

ترجمہ: مستحقین زکوۃ کی موجودگی میں زکوۃ کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ ہر علاقہ کی زکوۃ کے مستحق اسی علاقہ کے باشندے ہیں۔ اسی کتاب میں مزید ہے کہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ مستحقین زکوۃ کے ہوتے ہوئے بھی زکوۃ دوسری جگہ منتقل کی گئی تو وہ فریضۂ زکوۃ ساقط ہو جائے گا (البتہ مکروہ ہے) صرف عمر بن

عبدالعزیزؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت میں فریضۂ زکوۃ ساقط نہ ہوگا کیونکہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دورِ خلافت میں خراسان کی زکوۃ کو شام منتقل کرنے کے بعد واپس خراسان بھیجنے کا حکم دیا۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

''(قَوْلُهُ وَكُرِهَ نَقْلُهَا) أَيْ مِنْ بَلَدٍ إلَى بَلَدٍ آخَرَ؛ لِأَنَّ فِيهِ رِعَايَةَ حَقِّ الْجِوَارِ فَكَانَ أَوْلَى زَيْلَعِيٌّ وَالْمُتَبَادَرُ مِنْهُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَنْزِيهِيَّةٌ تَأَمَّلْ، فَلَوْ نَقَلَهَا جَازَ؛ لِأَنَّ الْمَصْرِفَ مُطْلَقُ الْفُقَرَاءِ دُرَرٌ''- 23

ترجمہ: زکوۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں پڑوسی کے حق کی رعایت ہے، لہذا ان (شہروں والے کو) زکوۃ دینا اولی ہے۔ زیلعی۔ اس سے متبادر یہی ہے کہ یہاں کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ اگر اس کے باوجود زکوۃ کو دوسرے شہر منتقل کیا تو جائز ہے کیونکہ مصرف مطلق فقراء ہیں (چاہئے اس شہر کے ہوں یا کسی اور شہر کے مشہور مذہبی اسکالر شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم العالیہ'' صوبائی خود مختاری'' کے بارے میں رقمطراز ہیں:

'' مالیات کے معاملہ میں بھی اصول یہی تھا کہ ہر صوبہ کی آمدنی میں سے پہلے اس صوبہ کی ضروریات پوری ہوتی تھیں اور پھر باقی رقم مرکز کو جاتی تھی اور دیگر مصارف پر صرف ہوتی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ پیش کرنے کو جی چاہتا ہے جو تیسری صدی ہجری کے معروف محدث امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ نے اسلامی معاشیات کے بارے میں اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''کتاب الاموال'' میں بیان کیا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت میں یمن کے حاکم حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے صوبہ کے محصولات کا ایک تہائی حصہ مرکز کو بھجوادیا تو وفاق کے سربراہ حضرت عمرؓ نے اس پر ناراضگی کا خط لکھا کہ یہ رقم اسی صوبے کے لوگوں کا حق ہے، مرکز کو کیوں بھجوائی ہے؟ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جوابی خط میں وضاحت کی کہ صوبے کی ضروریات پوری ہونے کے بعد یہ رقم بچ گئی ہے اس لیے مرکز کو بھجوادی ہے۔ دوسرے سال انہوں نے دو تہائی آمدنی مرکز کو بھجوائی اور خط لکھا کہ اس سال صوبے کی ضروریات ایک تہائی آمدنی سے پوری ہوگئی ہے اس لیے باقی رقم مرکز کو بھجوائی جارہی ہے۔ جبکہ تیسرے سال صوبے کے سارے کے سارے محصولات وفاق کو بھجوادیے اور یہ خط لکھا کہ بحمد للہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے قانون اور حضرت عمرؓ جیسے عادل حکمران کے عدل وانصاف کی برکت سے میرے صوبے میں اس سال ایک شخص بھی زکوۃ وغیرہ کا مستحق نہیں رہا اس لیے ساری رقم مرکز کو ارسال کررہا ہوں۔

اس واقعہ سے جہاں اسلامی قوانین کی برکات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آسمانی تعلیمات اور خدائی قوانین کے نفاذ سے معاشرہ میں احتیاج اور فقر وفاقہ کا وجود ختم ہوجاتا ہے وہاں یہ اصول بھی سامنے آتا ہے کہ صوبے کی آمدنی پر

سب سے پہلا حق اس کے باشندوں کا ہے۔اس لیے اسے اگر ''صوبوں کی مالی خود مختاری'' سے تعبیر کیا جائے تو ہمارے خیال میں اس تعبیر کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے''۔24

پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ لکھتے ہیں:

''اسلامی ریاست میں مختلف علاقوں (صوبوں) کی آمدنی کو اس صوبہ کی مقامی ضروریات پر ہی صرف کیا جائے گا جہاں سے یہ آمدنی حاصل ہوئی ہو، اس آمدنی کو صوبہ سے باہر خرچ کرنا جبکہ وہاں کی ضروریات ابھی پوری نہ ہوئی ہوں اور ضرورت مند لوگ موجود ہوں، بالکل جائز نہیں۔ہاں! البتہ اگر اس علاقہ کی آمدنی سے مقامی لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے بعد جب کہ مقامی لوگ خوشحال ہو جائیں، اس آمدنی کا کچھ حصہ دوسرے علاقوں (صوبوں) کی مستحق عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لیے روانہ کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح صوبہ کی فاضل آمدنی سے مرکزی انتظامیہ کے اخراجات پورا کرنے کے لیے مرکزی حکومت اس علاقہ کی آمدنی میں سے اتنا کچھ لے سکتی ہے جو صوبہ اور مرکز کے درمیان باہمی رضامندی سے طے پائے۔ کیونکہ اسلامی شریعت کی رو سے مرکز نظام کو مضبوط رکھنا بھی ایک نہایت اہم کام ہے تاکہ مرکز تمام علاقوں کا پوری طرح سے دفاع کر سکے اور دشمنوں کو شکست دینے کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بڑھا سکے''۔25

صوبائی خود مختاری کا مطالبہ ''نیشنلزم'' نہیں

صوبائی خود مختاری کا مطالبہ نیا اور اسلامی تعلیمات سے متصادم نہیں جسے نیشنل ازم سے تعبیر کیا جاسکے، بلکہ اسلامی سیاست پر لکھنے والے علماء نے صراحت سے لکھا ہے کہ ہے کہ امیر دو طرح کے ہوتے ہیں :امیر استکفاء، امیر استیلاء۔امیر استکفاء سے مراد علاقے کا وہ امیر ہے جسے خلیفہ کی جانب سے اختیار تفویض کیے گئے ہوں اسے گورنر بھی کہا جاسکتا ہے۔

امیر استیلاء سے مراد وہ شخص ہے جو طاقت کے بل بوتے پر امیر بنا ہو لیکن خلیفہ وقت نے قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے کے لیے اسے اختیارات سونپے ہوں اور اس کا الحاق ریاست کیساتھ کیا ہو۔26 سب علماء نے اختیارات کی اس تقسیم کو جائز کہا ہے، چنانچہ علامہ ماوردیؒ نے لکھا ہے:

''وإذا فوّض الخليفة تدبير الأقاليم إلى ولاتها وكّل النظر فيها إلى المستولي عليها، فالذي عليه أهل زماننا جواز ذلك- 27

ترجمہ: جب خلیفہ صوبوں کا انتظام ان کے والیوں (گورنروں) کے حوالہ کرے اور ان پر قابض والیوں کو نگران بنائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہے تو یہ جائز ہے''۔

یہی بات قاضی ابو یعلیٰ نے بھی لکھی ہے۔28 جب کہ مفتی محمد تقی عثمانی **"صوبائی خود مختاری"** کے مخالفین کے رد

میں لکھتے ہیں:

''ہمارے ملک میں یہ رجحان ہے کہ صوبائی خود مختاری کے مطالبے کو نیشنلزم سے خلط ملط کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں کہیں صوبائی خود مختاری کا مطالبہ ابھرا، اسے بسا اوقات غداری قرار دیدیا گیا، حالانکہ محض صوبائی خود مختاری کے مطالبے کو غداری قرار دینے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ کتنے ملک ہیں جہاں علاقائی وحدتوں کو اس حد تک اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی کرنسی الگ چھاپ سکتے ہیں۔ یوکے (برطانیہ عظمیٰ) میں وحدانی طرز حکومت رائج ہے، لیکن اسکاٹ لینڈ کی کرنسی الگ ہے، اس کے باوجود پورا ملک ایک ہے۔ اسی طرح صوبائی خود مختاری کا ایک اہم پہلو یہ ہوتا ہے کہ صوبے کے وسائل کو خرچ کرنے میں اسی صوبے کو اولیت دی جائے، لیکن بہت سی وفاقی حکومتیں ان وسائل سے خود فائدہ اٹھاتی ہیں اور وہ علاقے اُس سے محروم رہتے ہیں جہاں سے وہ وسائل حاصل ہوئے۔ مثلاً ہمارے ملک میں سوئی گیس بلوچستان سے نکلی اور وہاں سے کراچی، لاہور، اسلام آباد اور پورے ملک میں لے جائی گئی، لیکن خود بلوچستان کے لوگ اس سے عرصہ دراز تک بالکل محروم رہے۔ یہاں تک کہ کوئٹہ میں بھی بہت بعد گیس پہنچائی گئی۔ اس طرح کی ناانصافیوں کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو صوبائی خود مختاری مطلوب تھی، انہوں نے اس مطالبے کو نیشنلزم کی طرف لیجا کر اسے آزادی کی تحریک بنا دیا۔

حاصل یہ ہوا کہ مذکورہ بالا حدود میں رہتے ہوئے اگر علاقائی وحدتوں کو انتظامی امور میں زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی جائے تو اس میں شرعی اعتبار سے نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اس سے علاقائی تعصبات کو دور کر کے ملت کا شیرازہ مجتمع رکھنے میں بہت مدد ملتی ہے اور کاموں میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں''۔29

خلاصۂ بحث

خلاصہ کلام یہ کہ صوبہ کے انتظامی عہدوں پر پہلا حق اسی صوبہ کے باشندوں کا ہے بشرطیکہ ان میں مطلوبہ صلاحیت ولیاقت پائی جاتی ہو۔ صوبہ کے افراد میں مطلوبہ صلاحیت کے افراد کے پائے جانے کے باوجود غیر مقامی افراد کو صوبہ میں تعینات کرنا سنت نبوی اور خلفاء راشدین کے اسوۂ کے خلاف ہے۔ نیز صوبہ کی آمدنی پر پہلا حق اس صوبہ کے باشندوں کا ہے۔ اگر وہ آمدن صوبہ کے ضرورت مندوں کی ضرورت سے زیادہ ہو تو اسے مرکز یا یا کسی اور جگہ منتقل کرنا ناجائز ہے۔ صوبائی خود مختاری کے مطالبہ کو ''عصبیت جاہلیہ'' قرار دینا اسلامی تعلیمات، آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین کے اسوۂ حسنہ سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

References

1. Zafar,Abdul Rauf,Profesor,Maqalat e Sirat e Nabawi,Pehli Se Roza Bainul Aqwami Sirat Conference Muanqida 13 Febuary 2000,Bahawalpur,Sirat Chair Islamia Universiy Bahawalpur,Vol2,Pg:534
2. Al Ahzab,21:33
3. Hamid ullah,Doctor,Siasi wasiqajat,Mutarajum:Molana Abu Yahya Imam Khan Noshahravi,Majlis Taraqi Adab Club Road,Pg:77
4. Abid,Pg: 89
5. Abid,Pg:96
6. Abid,Pg:101
7. Abid,Pg:185
8. Abid,Pg:188
9. Abid,Pg:240
10. Abid,Pg:277
11. Abid,Pg:302
12. Ḥamid ullah Dr,Ahd e nabawī me nizām e hukumranī,Karachi,Urdu AcademySind,1981,Pg:273
13. Muhammad Shafi,Mufti,Maarif al Quran,Karachi,Idarah al Maarif,1423h,Vol2,Pg:449
14. Baloch,Abdul Qadir, Suhrani,Prof,Islami Riasat me Alaqai Haquq ka Tasaur,Kand coat,Maktaba Islah e Ummat,1990,Pg:36
15. Muḥammad Raza Taimur, Maqalat e Sirat al Nabawi conference,2007,Ummat e Muslima ke Mojuda Masail,dar paish Challenges or un ka Tadaruk,sirat taiba se rahnumai ki roshni me,Islamabad,Shuba Tahqiq wa Murajiat Wazarat mazhabi Umoor,Zakat wa Ushr,Pg:283
16. Ghazi,Mehmood Ahmad ,Dr,Muhazirat e Sirat,Islamabad,Al faisal Nashiran Kutub,Edition 4th 2012,Pg:360
17. Abid,Pg:381
18. Tabarī,Abū jafar,Muhammad bin Jarīr Tabarī,Tārikh al Tabari,Dār al Turath,Beirut,Edition 2nd Vol,3,Pg:462
19. Bukhārī,Abū Abdullah Muḥammad bin Ismāīl,Saḥaiḥ Al Bukhāri,Egypt,Dār Taoq al Najāt,Vol2,Pg:104
20. Al Harawī,Abu Ubaidullah al Qāsim bin Salām,Kitāb al Amwāl,Dār al Kutub Beirut,Pg:710
21. Abū Yusuf Yāqūb bin Ibrāhīm,Al Khirāj,Maktaba Al Azharia,Pg:94
22. Mulla Alī Qārā,Alī bin Muḥammad,Mirqāt al Mafātīh Sharh Mishkāt al Masabīḥ,Dār al Fikr Beirut,Edition 1st ,Vol4,Pg:1261
23. Ibn A´bidīn,Muḥammad Ameen bin Umer bin Abdul Aziz A´bidīn,Dur al Muhtār Ala al dur al Mukhtār,Dār al Fikr Beirut,Edition 2nd 1992,Pg:253
24. Zahid al Rāshidī,Molanā,Roznāma osāf,Islamabad,November 9th 1998
25. Baloch,Abdul Khaliq sahriani,Porfesoor,Islami Riasat me alaqai huquq ka tasawur,kandh kot,Maktaba Isalh-e –umat,Edition 1st ,1990,Pg:86
26. Al Mawardi,Abu al Hasan Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Ḥabib al Basari,Al Ahkam al Sulṭānia,Dār al Ḥadith Al Qahira,Pg:56
27. Al Ahkam al Sulṭānia,Dār al Ḥadith Al Qahira,Pg:62
28. Ibn al Farrā,Al Qāzī Abū y‘alā Muḥammd bin al Ḥussain, Al Aḥkām al Sultania,Dar al kutub al Ilmia,Beirut,Edition 2nd 2000,Pg: 33
29. Usmānī,Muftī Muḥammad Taqī,Islam or Siāsī Nazriāt,Karachi,Maktaba M´arif Al Qurān,Edition 2010,Pg: 223